تاثرات

گزشتہ اکتوبر میں عربوں اور اسرائیل کی جنگ میں مختلف محاذوں پر عربوں کی زبردست کامیابی سے اسرائیل کے ناقابلِ تسخیر ہونے کا مفروضہ ختم ہوگیا اور یہ توقع کی جانے لگی تھی کہ اسرائیل کا زعمِ باطل ٹوٹ جانے کے بعد اب حقیقت پسندی سے کام لیا جائے گا اور اسرائیل کے جارحیت پسند حکمران اپنی پرانی روش ترک کر دیں گے۔ اور اس طرح مقبوضہ عرب علاقے خالی کرنے اور فلسطینیوں کو ان کے جائز حقوق دینے کا مسئلہ بخوبی طے ہو جائے گا۔ لیکن یہ توقعات پوری نہ ہوئیں۔ کیونکہ اسرائیل کے حامی ممالک نے اپنی پرانی پالیسی نہیں بدلی اور اپنے سامراجی مفاد کی خاطر اسرائیل کی مکمل حمایت و حوصلہ افزائی کرنے اور اس کو زبردست فوجی امداد دینے کا سلسلہ بدستور جاری رکھا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مشرقِ وسطیٰ کی صورتِ حال روز بروز خراب تر ہوتی گئی جس کی وجہ سے عربوں کو انتہائی سنگین حالات و مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ایسے مشکل وقت میں تمام اسلامی ممالک اور حق و انصاف اور امن کے حامی دوسرے تمام ملکوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ عربوں کی حمایت کریں اور اسرائیل کو مجبور کریں کہ وہ جارحانہ روش ترک کر کے امن پسندی اور مصالحت کی راہ اختیار کرے۔

اسرائیل پر دباؤ ڈالنے کے لیے افریقہ کے ممالک نے قابلِ تعریف پالیسی اختیار کی ہے، اور کئی ملکوں نے پیٹرول کی بندش سے مجبور ہو کر اسرائیل کی بے جا حمایت کرنے کی پالیسی ترک کر دی ہے۔ اس طرح عربوں کا موقف کافی مستحکم ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن ان کے سیاسی موقف اور اجتماعی قوت کو زیادہ موثر اور مستحکم تر بنانے کے لیے یہ لازمی ہے کہ تمام اسلامی ممالک نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ اجتماعی طور پر بھی متحد و متفق ہو کر عربوں کی مدد کرنے کی موثر تدابیر اختیار کریں۔ یہ موجودہ حالات کا اہم ترین تقاضا ہے جسے سیاسی فہم و بصیرت

رکھنے والے زعما شدت سے محسوس کر رہے ہیں اور یہ امر انتہائی مسرت و طمانیت کا باعث ہے کہ ہماری حکومت نے اس بارے میں عملاً پیش قدمی کی اور لاہور میں اسلامی ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس سلسلہ میں جناب ذوالفقار علی بھٹو اور کئی وزیروں نے مختلف ممالک کے دورے کیے اور مسلمان سربراہوں کی تائید اور تعاون سے یہ کانفرنس منعقد کرنے کے منصوبے کو عملی شکل دینے میں کامیابی ہوئی۔

ایسے نازک وقت پر پاکستان میں اسلامی کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ درحقیقت پاکستان کے بنیادی مقاصد کے عین مطابق ہے۔ بین الاسلامی اتحاد کو فروغ دینے کے لیے پاکستان میں بین الاسلامی کانفرنسیں ہمیشہ منعقد ہوتی رہی ہیں۔ اسلامی ممالک کی جدوجہد آزادی میں پاکستان ہمیشہ ان کی حمایت کرتا رہا ہے اور ہر اسلامی ملک کے مسائل اور مفاد کو پاکستان نے خود اپنے مسائل اور مفاد سمجھ کر ہمیشہ ان کی تائید کی ہے۔ قائد اعظم نے یہ واضح کر دیا تھا کہ پاکستان حق و انصاف اور امن کا قائل ہے۔ وہ سب قوموں کی آزادی کا حامی اور ان کی ترقی و خوش حالی کا خواہش مند ہے اور ان سے اچھے تعلقات رکھنا چاہتا ہے اسلامی ممالک سے بالخصوص اسے گہرا دلی تعلق ہے اور ان سے برادرانہ تعلقات رکھنے کا آرزومند ہے۔ چنانچہ پاکستان ہمیشہ یہ کوشش کرتا رہا ہے کہ امن عالم قائم رہے۔ اقوام متحدہ کے منشور کا احترام کیا جائے۔ استعماریت اور نوآبادیت کا خاتمہ ہو جائے۔ قومی آزادی اور حق خود ارادیت کو تسلیم کیا جائے۔ ہر قوم کو معاشری، اقتصادی اور سیاسی حقوق حاصل ہوں۔ اور وہ اپنی تہذیب و ثقافت اور مذہبی عقائد کے مطابق ترقی کر سکے۔ ان اصولوں کو پاکستان نے اپنی خارجہ حکمت عملی میں بنیادی طور پر ملحوظ رکھا اور حق و انصاف کی حمایت میں ہمیشہ پیش پیش رہا۔

اسلامی ممالک سے خصوصی تعلق کی بنا پر پاکستان ان کے مسائل سے ہمیشہ خاص دلچسپی بھی لیتا رہا۔ چنانچہ مراکش، تونس، الجیریا، لیبیا، سومالیہ اور سوڈان کی جدوجہد آزادی میں ان کو مکمل اخلاقی اور مادی امداد دی اور ان کے حقوق و مفاد کی حفاظت کے لیے اقوام متحدہ میں اور اس کے باہر بھی ہر قسم کی جدوجہد کی۔ اور اسی طرح فلسطین کے معاملے میں بھی عربوں کی مکمل حمایت کو اپنا دینی، انسانی اور اخلاقی فرض تصور کیا۔ فلسطین کا مسئلہ قیام پاکستان سے پہلے ہی اقوام متحدہ

میں زیر بحث تھا۔ جب پاکستان اس ادارے کا رکن بنا تو اس نے عربوں کے موقف کی پُرزور وکالت کی۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ عربوں اور یہودیوں کی جنگوں میں ہمیشہ عربوں کا ساتھ دیا اور فلسطین کے مسئلہ کو نہ صرف عربوں بلکہ پوری اسلامی دنیا کا مسئلہ سمجھ کر اس کی تائید کرنا اپنا فرض تصور کیا۔ گزشتہ اکتوبر کی جنگ میں بھی پاکستان نے عربوں کی مدد کرنے کی موثر تدبیریں اختیار کیں۔ وزیر اعظم بھٹو نے کئی ملکوں کا دورہ کیا، عربوں کی حمایت کے لیے اپنی تمام کوششیں اور صلاحیتیں وقف کر دیں اور ان سے جو مفید نتائج بر آمد ہوئے ان کو خود عرب رہنماؤں نے بھی سراہا ہے۔

لاہور میں منعقد ہونے والی اسلامی کانفرنس بھی انہی کی مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس کانفرنس سے بہت دُور رس نتائج مرتب ہوں گے اور ہماری آرزو اور دعا ہے کہ یہ کانفرنس اپنے اعلیٰ اور مفید مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو۔

(رزاقی)